DATE: DAY: 1

جامی اور کافیہ کے مصنف کا نام لکھیں۔

صاحب کافیہ کا نام ابو عمرو عثمان المعروف ابن حاجب ہے اور صاحب جامی کا نام عبدالرحمن بن احمد الجامی ہے۔

جامی لکھنے کا مقصد تحریر کریں۔

کافیہ کتاب کی مشکل ابحاث کو حل کرتے اور اسکو آسان انداز سے پیش کرتا ہے۔

جامی کا اصل نام مع صاحب جامی کے بیٹے کا نام تحریر کریں۔

جامی کتاب کا اصل نام "فوائد ضیائیہ" ہے نیز صاحب جامی کے بیٹے کا نام ضیاء الدین یوسف ہے۔

بیٹے کو علت غایہ کہنے کی وجہ لکھیں۔

اس کتاب کا نام فوائد ضیائیہ ان کے بیٹے ضیاء الدین کی وجہ سے رکھا گیا ہے اور ضیاء الدین کی وجہ سے اس کتاب کی تالیف ہوئی اس لیے ضیاء الدین علّت غایہ کی طرح ہے۔

صاحب کافیہ کے بسم اللہ کے بعد حمد کو ذکر کیوں نہ کیا؟

صاحب کافیہ نے الحمد کو ذکر نہ کیا اس کی کئی وجوہات ہیں۔

(۱) کسر نفسی کرتے ہوئے (۲) اس بات کا خیال کرتے ہوئے کہ ان کی کتاب کتب سلف کی کتاب کی طرح نہیں ہے تو ان کے طریقے پر ذکر بھی نہ کی۔

کسر نفسی تو ذکر کرنے میں ہوتی ہے نہ کہ ترک کرنے میں۔ ترک کرنے میں وعید کا لزوم ہوتا ہے مصنف نے ترک کیوں کی؟

صاحب کافیہ نے مطلقاً ہی حمد کو ترک نہ کیا کہ اس سے بے برکتی لازم آئے۔ کیونکہ حمد دو طرح کی ہوتی ہے (۱) قولی (۲) فعلی یہاں پر فعلی کی نفی ہے نہ کہ قولی کی قبول کے ذریعے مصنف نے حمد کو

ذکر کیا۔ صرف اپنی کتاب کا جزء نہ بنایا۔

نحو کا مقصود کلمہ اور کلام ہے لیکن مصنف کافیہ نے مقصود کو چھوڑ کے اس کی تعریفات شروع کر دیں وجہ لکھیں۔

نحو کا مقصود کلمہ اور کلام ہی ہے لیکن ان میں بحث کرنے سے پہلے ان کی معرفت ضروری ہے۔ اس لیے پہلے تعریفات کو مقدم کیا اور یہ مقصود کے خلاف نہیں ہے۔

کلمہ کو کلام پر مقدم کرنے کی وجہ لکھیں

کلمہ کو کلام پر اس لیے مقدم کیا کہ کلمہ کے افراد کلام کے افراد کے جزء ہیں اور جزء کل پر مقدم ہوتا ہے اسی طرح کلمہ کا مفہوم کلام کے مفہوم کا جزء ہے اس لیے کلمہ کو مقدم کیا۔

کلمہ اور کلام کی تعریفات لکھیں۔

کلمہ وہ لفظ ہے جو مفرد معنی کیلئے وضع کیا گیا ہو۔ کلام وہ لفظ ہے جو دو کلموں کو اسناد کے ساتھ شامل ہو۔

کلمہ اور کلام کس سے مشتق ہیں نیز مشتق اور مشتق منہ میں کونسی دلالت ہے تحریر کریں۔

کلمہ اور کلام "کَلْم" سے مشتق ہے اور مشتق اور مشتق منہ میں لفظی اور معنوی مناسبت ضروری ہوتی ہے یہاں لفظی مناسبت ہے جیسا کہ کلمہ اور کلام میں حروف اصلیہ کاف، لام اور میم ہے اور "کَلْم" میں بھی کاف، لام اور میم ہے اور معنوی مناسبت اگرچہ ظاہراً موجود نہیں لیکن دلالت التزامی کے طور پر موجود ہے اور وہ (تاثیر) ہے جس طرح کَلْم کا معنی زخمی کرنا ہے اسی طرح کلمہ اور کلام بھی دلوں کو زخمی کرتے ہیں اور یہی معنوی مناسبت ہے اسی کی مثال یہ شعر ہے۔

جراحات السنان لها التيام ÷ ولا يلتام ما جرح اللسان

Scanned with CamScanner

یعنی نثر کے دو قسم کے لیے سر نام ہے لیکن زبان کی دو قسم کی کوئی سر نام نہیں۔

کلمۃ اسم جنس ہے یا اسم جمع اختلاف تحریر کریں

جمہور کے نزدیک کَلِمٌ لام کے کسرہ کے ساتھ یہ اسم جنس ہے اور بعض علماء کے نزدیک یہ جمع ہے۔

جمہور کی دلیل ہے: (i) ہر وہ واحد جس میں "ۃ" کے ذریعے فرق کیا جائے "ۃ" والا واحد اور بغیر "ۃ" والا اسم جنس ہوگا جیسا کہ تَمْرٌ، تَمْرَۃٌ ہے اسی طرح کَلِمَۃٌ تاء کے ساتھ واحد اور کَلِمٌ اسم جنس ہے (ii) قرآن پاک میں ہے اِلَیْہِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ۔ اس میں کَلِم کی صفت اَلطَّیِّبُ ہے اگر یہ جمع ہوتا تو صفت طَیِّبَۃٌ آتی حالانکہ ایسا نہیں ہے لہذا معلوم ہوا کہ یہ اسم جنس ہے۔

عام علماء کی دلیل ہے اس آیت میں لفظ بَعْضُ محذوف ہے اور اصل عبارت یہ ہے بعض الکلم الطیب۔

الکلمۃ میں الف لام کونسا ہے نیز ۃ سے کیا مراد ہے؟

الکلمۃ میں الف لام کے بارے میں دو قول ہے (i) الف لام جنسی (ii) الف لام عہد خارجی۔ اگر الف لام جنسی مراد لیں گے تو "ۃ" وحدت کی ہوگی لیکن وحدت کی کئی اقسام ہیں (i) جنسی (ii) نوعی (iii) (iv) فردی۔ وحدت فردی کے علاوہ تمام اقسام مراد ہیں لہذا وحدت کا ہونا جنسی ہونے کے منافی نہیں ہے جیسا کہ قول ہے ھذا الجنس واحد و ذالک الواحد جنس۔ اور اگر الف لام عہدی خارجی ہو تو اس کا معہود وہی ہے جو نحویوں کی زبانوں پر مشہور رہیں اور جاری ہو چکے ہیں۔

لفظ کا لغوی اور اصطلاحی معنی تحریر کریں۔

لفظ کا لغوی معنی "پھینکنا" ہے جیسا کہ اَکَلْتُ التَّمْرَۃَ وَلَفَظْتُ النَّوَاۃَ یعنی میں نے کھجور کھائی اور گٹھلی پھینک دی اور اصطلاحی معنی ہے مَا یَتَلَفَّظُ بِہِ الْاِنْسَانُ جس کا انسان تلفظ کرے۔

الکلمۃ ذات ہے اور لفظ یہ وصف ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ وصف کا ذات پر حمل کرنا درست نہیں ہوتا صاحب کافیہ نے حمل کیا وجہ لکھیں۔

یہاں لفظ مصدر ہے اور مصدر دو طریقوں سے مستعمل ہے۔

(i) بمعنی اسم فاعل (ii) بمعنی اسم مفعول یہاں لفظ بمعنی اسم مفعول کے ہے یعنی لفظ بمعنی ملفوظ اور اسم مفعول ذات ہوتا ہے لہذا ذات کا ذات پر حمل ہوا جیسا کہ خلق بمعنی مخلوق قرآن پاک میں استعمال ہوا ہے۔

لفظ کی اقسام تحریر کریں۔

لفظ کی چند اقسام ہیں (i) لفظ حقیقی (ii) لفظ حکمی (iii) لفظ مہمل (iv) لفظ موضوع (v) لفظ مفرد (vi) لفظ مرکب

اِضْرِبْ ، لَا تَضْرِبْ میں ضمیر کو حکمی یا معنوی کیوں کہا وجہ لکھیں۔

اِضْرِبْ میں ضمیر کو معنوی اس لیے کہا کہ وہ مقولہ حرف و صوت یعنی حرف اور آواز میں سے نہیں اور نہ اس کے لیے کوئی لفظ وضع کیا گیا ہے اس لیے معنوی یا حکمی کہتے ہیں۔

جب ضمیر متصل مقولہ حرف و صوت میں سے نہیں ہے تو ان کو کس لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے؟

ضمیر متصل کو ضمیر منفصل سے استعارہ لیتے ہوئے وہی حکم دیا جو ضمیر منفصل کا ہے اور جو احکام ضمیر منفصل کے ہے وہی احکام ضمیر متصل کے ہونگے لہذا یہ لفظ تو ہے لیکن حکمی نہ کہ حقیقی۔

محذوف لفظ حقیقی ہے یا حکمی وضاحت کریں۔

محذوف پر لفظ حقیقی کے احکام جاری ہونگے کیونکہ محذوف لفظ کا کبھی کبھی انسان تلفظ کر لیتا ہے اس لیے اسکو لفظ حقیقی میں شمار کیا جائے گا۔

Scanned with CamScanner

لفظ کی تعریف اپنے افراد کو جامع نہیں ہے کیونکہ اس میں سے کلمات اللہ، کلمات الملائکہ نکل گئے کیونکہ انسان اس کا تلفظ نہیں کرتا ہے اس کا حل لکھیں۔

کلمات اللہ، کلمات الملائکہ اور کلمات الجن یہ لفظ کی تعریف میں داخل ہے کیونکہ ان کلمات کا انسان کبھی کبھار تلفظ کر لیتا ہے۔

مصنف نے ایسی تعبیر کیوں نہ لائی جس سے دوال اربع نکل جاتے وجہ لکھیں۔

دوال اربعہ جب تعریف میں داخل ہی نہیں تو کسی زائد قید کی حاجت بھی نہیں ہے۔ دوال اربعہ یہ ہیں: خط، عقود، نُصُب، اشارات۔

صاحب کافیہ نے لفظ کہا لفظۃ کیوں نہ کہا تاکہ الکلمۃ اور لفظ میں مطابقت ہو جاتی وجہ لکھیں۔

اگر لفظۃ کہتے تو تاء وحدت کی ہوتی لیکن مصنف نے یہاں وحدت کا قصد ہی نہیں کیا اس وجہ سے لفظ کہا۔

مطابقت وہاں ضروری ہوتی ہے جہاں شرائط پائی جائیں۔
(۱) خبر کا مشتق ہونا (۲) خبر میں ضمیر کا ہونا وغیرہ جبکہ لفظ میں دونوں شرطیں مفقود ہے اس لیے مطابقت نہیں ضروری۔

اور مصنف اختصار کے درپے ہوتے ہیں اور لفظ میں لفظۃ سے زیادہ اختصار ہے اس لیے لفظ کہا۔

وضع کا لغوی اور اصطلاحی معنی لکھیں۔

وضع کا لغوی معنی ہے "رکھنا" اور اصطلاحی معنی یہ ہے کہ ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھ اس طرح خاص ہونا کہ پہلی چیز کے سمجھنے سے دوسری چیز سمجھ میں آ جائے۔

DATE: ____________ DAY: ____________ 6

وضع کی تعریف میں لفظ اُطلِق سے حرف کی وضع نکل گئی کیونکہ اس کا اطلاق کسی چیز پر نہیں ہوتا جب تک ملے نہ حالانکہ حرف بھی وضع ہوتے ہیں اس کے دخول کی وجہ لکھیں۔

وضع کی تعریف میں اُطلِق سے مراد اُطلِق اطلاقاً حقیقیاً ہے جبکہ حرف کی وضع بغیر کے صحیح ہیں اس لیے حرف بھی وضع کی تعریف میں داخل ہوگئے۔ اس کا دوسرا جواب یہ ہے کہ اطلاق سے مراد ہر وہ لفظ ہے جسکو عرب والوں نے اپنے محاورات اور بیانات میں استعمال کیا ہو اس وضع کا اطلاق درست ہے اور حرف کا استعمال بھی محاورات میں ہوتا ہے اس لیے ذائد قید کی حاجت نہیں۔

معنیٰ کی تعریف اور اس کی اصل تحریر کریں۔

معنیٰ کی تعریف یہ ہے کہ جس کے ذریعے کسی چیز کا ارادہ کیا جائے اس کی اصل میں تفصیل ہے۔ (i) یا تو اسم ظرف کا صیغہ ہے اور مقصد کے معنیٰ میں ہے (ii) یا مصدر میمی ہے اور اسم مفعول کے معنیٰ میں ہے (iii) معنیٰ اسم مفعول ہے جیسا کہ مرمیٌّ ہے۔

جب وضع کے اندر ہی معنیٰ موجود ہے تو بعد میں معنیٰ کو ذکر کرنے کی وجہ لکھیں

اگرچہ وضع کے اندر معنیٰ موجود ہے لیکن اس کو بعد میں ذکر کرنا تجرید کے طریقے پر ہے۔

وُضع اور معنیٰ کی قید سے کیا کیا نکل جاتا ہے تحریر کریں۔

وُضع کی قید سے مھملات اور وہ الفاظ جو طبیعت پر دلالت کرتے ہیں وہ نکل گئے کیونکہ ان کی وضع نہیں ہوتی بقیہ حروف بجاء تعریف میں داخل ہو رہے تھے تو معنیٰ کی قید سے وہ بھی نکل گئے کیونکہ ان کی وضع ترکیب کی غرض کے لیے ہوتی ہے نہ کہ معنیٰ کے لیے۔

Scanned with CamScanner

بعض الفاظ دوسرے الفاظ کے مقابلے میں وضع ہوتے ہیں وہ معنی کیلئے وضع نہیں ہوتے تو معنی کی تعریف جامع مانع نہ رہی وجہ لکھیں۔

معنی کی تعریف میں قصد عام ہے چاہے لفظ کا الفاظ کے مقابلے میں ہو یا لفظ کا معنی کے مقابلے میں ہو دونوں اعتبار سے درست ہے۔

بعض الفاظ مفردہ الفاظ مرکبہ کے لیے وضع ہوتے ہیں تو ان پر مفرد کی وضع کیسے صادق آئے گی وجہ لکھیں۔

وہ الفاظ جو مرکبہ کے مقابلے میں وضع ہوتے ہیں اگرچہ الفاظ کے معنی کی طرف قیاس کرتے ہوتے یہ مرکب ہے لیکن الفاظ موضوعہ کی جانب قیاس کرتے ہوتے یہ مفرد ہے لہذا اعتراض درست نہیں ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ کچھ الفاظ وہ ہیں جو مفہوم کلی کیلئے وضع کیے گئے ہیں اور مفہوم کلی لیتے ہیں ایک لفظ کے تحت کئی جزئیات کا آنا لہذا مفہوم کلی کے اعتبار سے مقابلہ چاہے مرکب کا ہو درست ہے۔ جیسا کہ اسم، فعل، حرف، خبر اور جملہ وغیرہ۔

مفرد کے اعراب مع ترکیب ذکر کریں۔

مفرد پر تین اعراب آ سکتے ہیں۔

(i) مفردٌ رفع کے ساتھ اس صورت میں لفظ کی صفت واقع ہوگا۔

(ii) مفردٍ جر کے ساتھ اس صورت میں معنی کی صفت واقع ہوگا۔

(iii) مفرداً نصب کے ساتھ اس صورت میں وضع کی ضمیر سے یا معنی سے حال واقع ہوگا۔

جب مجرور پڑھیں گے تو وہم ہوتا ہے کہ افراد اور ترکیب پہلے ہے اور وضع بعد میں اس وہم کا ازالہ تحریر کریں۔

افراد اور ترکیب وضع کے بعد ہی ہوتی ہے اور وضع پہلے ہوتی ہے لیکن یہاں پر مجاز کا ارتکاب کرتے ہوئے افراد کو معنی کے ساتھ ذکر کیا اور مجاز یہاں پر ما یکون یا ما یؤول ہے جس کا مطلب ہے آئے

والی چیز کے بارے میں خبر دینا جیسا کہ اس مثال میں واضح ہے
مَرَرْتُ بِرَجُلٍ قَائِمًا أَبُوهُ ۔

مرفوع پڑھنے کی صورت میں دو صفتوں میں سے ماضی والی صفت کو مقدم کیا وجہ لکھیں۔

مفردٌ کو مرفوع پڑھنے کی صورت میں دو صفتیں بنتی ہیں۔
(i) وضع لمعنی (ii) مفرد۔ اس میں وضع کو مقدم کرنے میں ایک ذات کی جانب اشارہ کرنا مقصود تھا کہ وضع ماضی کا صیغہ ہے اور ماضی سب سے مقدم ہوتی ہے اسی طرح وضع بھی افراد و ترکیب سے مقدم ہوتی ہے اس لیے ماضی کے صیغے کو مقدم کیا۔

وضع کی ضمیر سے حال بنانا درست نہیں ہے کیونکہ وضع پہلے ہوتی ہے اور افراد و ترکیب بعد میں حالانکہ ذوالحال اور حال دونوں کا زمانہ ایک ہوتا ہے لیکن یہاں ایک نہیں وجہ لکھیں۔

حال بنانا بالکل درست ہے کیونکہ وضع اگرچہ مقدم ہوتی ہے لیکن وہ ذات کے اعتبار سے مقدم ہوتی ہے نہ کہ زمانہ کے اعتبار سے۔ وضع زمانہ کے اعتبار سے افراد و ترکیب کے ساتھ ملی ہوتی ہے۔ اتنی مقدار حال کے صحیح ہونے کیلئے کافی ہے۔

مفرد کی قید سے کیا کیا چیزیں نکل جاتی ہیں تحریر کریں۔

افراد کی قید سے مندرجہ ذیل چیزیں نکل جاتی ہیں۔
(i) مرکبات نکل جاتے ہیں چاہے وہ کلامیہ ہو یا غیر کلامیہ۔
(ii) اَلرَّجُلُ ، قَائِمَةٌ ، بَصْرِيٌّ جیسے الفاظ نکل جاتے ہیں اگرچہ یہ ایک ہی لفظ شمار ہوتے ہیں لیکن ان میں مفہوم دو ہیں (۲) وجہ سے نکل گئے
(iii) عبداللہ کو علم مراد لیں تو یہ بھی نکل جاتا ہے لیکن اگر علم مراد لیں گے تو یہ تعریف میں باقی رہے گا۔

Scanned with CamScanner

صاحب مفصل نے کلمہ کی کیا تعریف بیان کی ہے ؟ تحریر کریں۔

صاحب مفصل فرماتے ہیں : ھی اللفظۃ الدالۃ علی معنی مفرد بالوضع یعنی کلمہ وہ لفظ ہے جو مفرد معنی پر وضع کے ساتھ دلالت کرے

صاحب مفصل کی تعریف سے کیا کیا چیزیں نکل جاتی ہیں تحریر کریں۔

(i) عبداللہ بطور علم بھی اس سے خارج ہو گیا کیونکہ اللفظۃ میں ۃ وحدت کی ہے تو ایک ہی لفظ شمار ہوگا عبداللہ جبکہ لفظ ہی دو ہیں تو خارج ہو گیا۔

(ii) الرجل ، قائمۃ اور بصری یہ تعریف میں شامل ہو رہے تھے لیکن مفرد کی قید سے یہ بھی نکل گئے۔

صاحب مفصل اور صاحب کافیہ کی مفرد کی قید سے نکلنے والی چیزوں پر علامہ جامی کا تبصرہ لکھیں۔

علامہ جامی فرماتے ہیں اگر صاحب کافیہ کی تعریف سے عبداللہ نکل جاتا اور الرجل ، قائمۃ اور بصری شامل ہو جاتا تو زیادہ مناسب تھا۔ اور صاحب مفصل اگر مفرد کی قید کو ہٹا کر الرجل ، قائمۃ اور بصری کو تعریف میں شمار کرتے تو زیادہ مناسب تھا۔

Scanned with CamScanner

DATE: ______ DAY: ______ 10

کلام کا لغوی اور اصطلاحی معنی تحریر کریں۔

کلام کا لغوی معنی یہ ہے کہ "جس کے ذریعے تکلم کیا جائے تھوڑا ہو یا زیادہ۔ اور اصطلاحی تعریف یہ ہے "وہ لفظ جو اسناد کے ساتھ دو کلموں کو متضمن ہو۔

کلام سے مراد جو دو کلموں کو متضمن ہو اور دو کلمے وہ ہیں جن سے کلام مکمل ہوتا ہے اس میں متضمن اور متضمَّن جمع ہو رہے ہیں ایک ہی تعریف میں جو کہ درست نہیں ہے؟

متضمن اسم فاعل سے مراد پورے کلام کا مجموعہ ہے اور متضمن اسم مفعول سے مراد دو کلموں میں سے ہر ایک کلمہ ہے۔ اس صورت میں متضمِن اور متضمَن جمع نہیں ہو سکتے۔

بالاسناد کے ساتھ تضمنا لکھنے کی غرض لکھیں۔

یہ مفعول مطلق محذوف کی جانب اشارہ کرتا ہے اور اس کو لانے کی غرض یہ ہے کہ بالاسناد اس کے متعلق ہوگا۔

اسناد کی تعریف لکھیں۔

دو کلموں میں سے ایک کی دوسرے کی طرف اس طرح نسبت کرنا کہ مخاطب کو مکمل فائدہ حاصل ہو جائے۔

کلام کی تعریف کی قیودات لکھیں۔

ما تضمن کلمتین میں لفظ "ما" جنس ہے جو کہ ہر طرح کے لفظ کو شامل ہے اس میں مہملات، مفردات وغیرہ داخل ہو گئے۔

تضمن کلمتین: یہ قید اول ہے اس سے مہملات اور مفردات نکل گئے کیونکہ وہ دو کلمے نہیں ہوتے۔

بالاسناد کی قید سے مرکبات غیر کلامیہ (مرکبات ناقصہ) بھی نکل گئے۔

DATE: DAY:

مرکبات کلامیہ کی اقسام مع امثلہ لکھیں۔

مرکبات کلامیہ کی دو قسمیں ہیں۔

(i) خبریہ (ii) انشائیہ

خبریہ کی مثال ضرب زیدٌ و زیدٌ قائمٌ

انشائیہ کی مثال اِضرب ، لاتضرب

کلام کی تعریف جامع مانع نہیں کیونکہ اس میں سے انشاء نکل جاتا ہے کہ انشاء ایک کلمہ ہوتا ہے جیساکہ اضرب وغیرہ ؟

اِضرب درحقیقت دو کلموں کو متضمن ہے وہ اس طرح کہ اس میں سے ایک لفظوں میں موجود ہے اور دوسرا ذہن میں موجود ہے جو اضرب کے اندر پوشیدہ ہے اور یہ ایسا لفظ ہے جو مخاطب کو مکمل فائدہ دیتا ہے اس لیے یہ کلام کی تعریف میں شامل ہے۔

کلام کی تعریف جامع مانع نہیں کہ اس میں زیدٌ ابوہٗ قائمٌ والی مثال نکل گئی ہے کیونکہ اس میں دو سے زائد کلمے ہیں ؟

زیدٌ ابوہٗ قائمٌ اور زیدٌ قائم ابوہٗ یا اس کی مثل مثالوں میں جو خبر ہے وہ مفرد کے حکم میں ہے اس صورت میں دو ہی کلمے ہوں گے دو سے زائد نہ ہوں گے جیساکہ زیدٌ ابوہٗ قائمٌ یہ زیدٌ قائم الاب کے حکم میں ہے۔

کلام کی تعریف جامع نہیں کہ اس مثال (جسقٌ مہملٌ) میں جسق لفظ مہمل ہے کلمہ نہیں لہذا دو کلمے نہ پائے گئے ؟

جسقٌ مہملٌ اور دیزٌ مقلوب جیسی مثالیں کلام کی تعریف میں شامل ہے اگرچہ ان میں مسندالیہ مہمل ہے کلمہ نہیں لیکن وہ ہذا اللفظ کے حکم میں ہے لہذا تعریف میں شامل ہے۔

صاحب مفصل کے نزدیک کلام کی تعریف لکھیں۔

کلام وہ ہے جو دو کلموں سے مرکب ہو جس میں سے ایک کی نسبت دوسرے کی طرف ہو۔

Scanned with CamScanner

ضربت زیدا قائما اس مثال میں صاحب کافیہ اور صاحب مفصل کے نزدیک کلام کیا ہے؟

صاحب کافیہ کے نزدیک ضربت زیدا قائما مکمل مجموعہ کلام ہے اور صاحب مفصل کے نزدیک ضربت یہ کلام ہے اور زیدا قائما یہ متعلقات ہے کیونکہ صاحب مفصل کے نزدیک دو کلموں سے ہی کلام پورا ہو جاتا ہے جبکہ صاحب کافیہ کے نزدیک مکمل مجموعہ کلام ہے۔ اور دونوں تعریفوں میں فرق یہ ہے کہ صاحب مفصل کی تعریف میں مرکب کی قید ہے جو دو کو شامل ہوتا ہے اور صاحب کافیہ کی تعریف میں مرکب کی قید نہیں ہے اس لئے دو کو شامل نہیں۔

کلام اور جملہ کے مترادف ہونے یا نہ ہونے کے متعلق ائمہ کا اختلاف ذکر کریں۔

صاحب مفصل، صاحب لباب اور صاحب کافیہ کے نزدیک جملہ اور کلام مترادف ہیں کیونکہ انہوں نے کلام کی تعریف میں لفظ اسناد کو مطلقاً ذکر کیا ہے جبکہ صاحب تسہیل کے نزدیک کلام خاص ہے اور جملہ عام ہے کیونکہ انہوں نے لفظ اسناد کے ساتھ مقصود لذاتہ کی قید کو ذکر کیا ہے اس صورت میں کلام خاص ہوگا اور جملہ عام ہوگا۔

لا یتاتی کا مطلب ہوتا ہے آنا جبکہ کلام غیر ذی روح ہے اور آنا جانا ذی روح کی صفت ہے لہذا لا یتاتی استعمال کرنا درست نہیں؟

یہ لا یحصل کے معنی میں ہے۔

کلام میں کتنی چیزوں کا ہونا ضروری ہے اور کلام کتنی صورتوں میں حاصل ہوتا وجہ لکھیں۔

کلام میں دو چیزوں کا ہونا ضروری ہے (i) مسند الیہ (ii) مسند نیز کلام دو صورتوں میں حاصل ہوتا ہے۔ (i) دو اسموں سے ان میں پہلا مسند الیہ ہو اور دوسرا مسند (ii) ایک اسم اور ایک فعل سے اسم مسند الیہ ہو اور فعل مسند۔

کلام صرف دو صورتوں میں حاصل نہیں ہوتا بلکہ ایک اسم اور حرف سے بھی حاصل ہوتا ہے جیسے یا زید تو یہ کہنا کہ دو سے حاصل ہوتا ہے درست نہیں ہے؟

یا زید میں یا حرف ندا ہے جو کہ قائم مقام ادعو فعل کے ہوتا ہے اور اس میں بھی کلام ایک فعل اور ایک اسم سے ہی حاصل ہو رہا ہے لہذا کلام کے حصول کی دو ہی صورتیں ہیں۔

اسم کی تعریف لکھیں۔

اسم وہ کلمہ ہے جو بذات خود اپنے معنی پر دلالت کرے اور تینوں زمانوں میں سے کسی بھی زمانے سے ملا ہوا نہ ہو۔

ما دلّ کے بعد صاحب جامی نے کلمۃٌ دلّت نکالا اس کی غرض لکھیں۔

یہاں "ما" سے مراد کلمہ ہے نہ کہ "شیء" چونکہ کلمۃٌ یہ مؤنث ہے تو اس کے مقابلے میں صیغہ بھی مؤنث لائے دلّت۔

فی نفسہ میں ہ ضمیر سے (ما) مراد ہے جو کہ مؤنث پر دلالت کر رہی ہے حالانکہ ہ ضمیر مذکر ہے اور مذکر کا مرجع مؤنث نہیں ہوتا لہذا آپ کا فی نفسہ کہنا درست نہیں؟

فی نفسہ میں ضمیر کلمہ کی ہی جانب لوٹ رہی ہے لیکن یہاں پر (ما) لفظاً مذکر ہے اور معنی مؤنث ہے تو لفظاً ما کی رعایت کرتے ہوئے اس کو مذکر کی ضمیر کے ساتھ ذکر کیا۔

صاحب کافیہ اور صاحب مفصل کے نزدیک فی نفسہ کی ضمیر کا مرجع ذکر کریں۔

صاحب کافیہ کے نزدیک ضمیر کا مرجع ما ہے اور صاحب مفصل کے نزدیک ضمیر کا مرجع معنی ہے۔

DATE: ____________ DAY: ____________ 14

اسم کی تعریف میں کتنی قیودات کو ذکر کیا گیا ہے؟ وضاحت کریں۔

اسم کی تعریف میں دو قیدوں کو ذکر کیا گیا ہے (i) فی نفسہ (ii) غیر مقترن۔

پہلی قید سے اسم کی تعریف سے حرف نکل گیا اور دوسری قید سے فعل نکل گیا۔ اور یہ دونوں صفت کی صفات میں سے ہیں۔

اسم کی تعریف جامع نہیں کیونکہ تعریف سے اسمائے افعال نکل گئے ہیں کیونکہ اس میں زمانہ ہوتا ہے اور اسم میں زمانہ نہیں ہوتا؟

غیر مقترن میں اقتران ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ اول زمانہ میں اقتران ہو یعنی وضع اول کے اعتبار سے زمانہ ہو نہ کہ وضع ثانی کے اعتبار سے اور اسمائے افعال میں زمانہ وضع ثانی کے اعتبار سے ہوتا ہے اس لیے یہ اسم کی تعریف میں داخل ہے۔

اسمائے افعال کی صورتیں تحریر کریں۔

اسمائے افعال کی چھ صورتیں ہیں۔

(i) مصدر اصلیہ سے نقل کیا گیا ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں۔

(i) صراحت کے ساتھ منقول ہوگا (ii) صراحت کے ساتھ منقول نہ ہوگا جیسے هَيْهَاتَ۔

(iii) ایسے مصادر سے نقل کیا گیا ہو جو کہ اصل میں اصوات ہوں جیساکہ صَهْ۔

(iii) ظرف سے منقول ہو جیساکہ اَمَامَكَ زیدًا

(iv) جار مجرور سے منقول ہو۔ جیساکہ علیک زیدًا

اسم کی تعریف جامع نہیں کیونکہ اس میں افعال مقاربہ داخل ہو رہے ہیں حالانکہ اس میں زمانہ ہوتا ہے کیونکہ وہ اسماء والا عمل کرتے ہیں؟

اسم کی تعریف جامع ہی ہے اور اس میں افعال مقاربہ داخل نہیں ہوں گے کیونکہ افعال مقاربہ میں اول وضع کے اعتبار سے زمانہ

ہوتا ہے اور جس میں اول وضع کے اعتبار سے زمانہ ہو وہ اسم میں شمار نہیں ہوتا ہے۔

اسم کی تعریف جامع نہیں کہ اس میں فعل مضارع داخل ہو رہا ہے کیونکہ اس میں دو زمانے ہوتے ہیں حالانکہ اسم کی تعریف میں ایک زمانہ کی نفی ہے؟

مضارع اگرچہ دو زمانوں پر دلالت کرتا ہے لیکن جب دو پر دلالت کرتا ہے تو ایک پر بدرجہ اولیٰ دلالت کرے گا لہذا مضارع اسم میں شامل نہیں۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ ایک ہوتی ہے دلالت اور ایک ہوتی ہے مراد۔ اگرچہ دلالت دو زمانوں پر ہے لیکن مراد صرف ایک ہی ہوتا ہے لہذا ایک ہی شمار ہوگا۔

صاحب کافیہ نے اسم کے کتنے خواص ذکر کیے ہیں نام لکھیں۔

صاحب کافیہ نے اسم کے پانچ خواص ذکر کیے ہیں۔

(۱) الف لام (۲) جر (۳) تنوین (۴) مسند الیہ (۵) اضافت

خواص جمع کثرت ہے جو کہ دس سے زائد پر دلالت کرتا ہے حالانکہ خواص پانچ ہی ذکر کیے گئے ہیں ایسا کیوں؟

خواص اگرچہ جمع کثرت ہے لیکن اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خواص دس سے زائد ہیں لیکن ذکر پانچ ہی کیے گئے ہیں کیونکہ مِنْ خواصہٖ میں مِنْ تبعیضیہ ہے جو کہ بعض پر دلالت کرتا ہے اب مفہوم یہ ہوگا کہ اسم کے خواص دس سے زائد ہیں مگر ذکر کم کیے گئے ہیں۔

خاصہ کی تعریف کرتے ہوئے اقسام کی وضاحت کریں۔

کسی چیز کا خاصہ یہ ہے کہ شیء اسی کے ساتھ خاص ہو اور اس کے غیر میں نہ پایا جائے اس کی دو قسمیں ہیں

(۱) خاصہ شاملہ (۲) خاصہ غیر شاملہ

خاصہ شاملہ کہتے ہیں جو اپنے تمام افراد کو شامل ہو جس میں خاصہ موجود ہو جیسا کہ کاتب بالقوۃ انسان کیلئے۔

اور خاصہ غیر شاملہ وہ ہے جو اپنے تمام افراد کو شامل نہ ہو جیسا کہ کاتب بالفعل ہونا انسان کے لیے۔

دخول اللام: لام ہونا اسم کا خاصہ ہے یہ کہنا درست نہیں کیونکہ فعلوں میں بھی لام آتا ہے جیسا کہ لیضرب۔

صاحب جامی نے لام التعریف لا کر جواب دیا کہ یہاں (التعریف) مضاف الیہ محذوف ہے۔ اصل عبارت یہ ہے دخول لام التعریف اب اعتراض لازم نہ آئے گا۔

دخول اللام کہا دخول حرف التعریف کیوں نہ کہا دخول حرف التعریف کہتے تو اس میں میم تعریف بھی داخل ہو جاتی ایسا کیوں نہ کیا؟

مصنف نے دخول اللام کہا اور دخول حرف التعریف کے درپے اس لیے نہیں ہوئے کہ میم نحاۃ کے نزدیک مشہور نہیں ہے اور لام مشہور ہے اور غیر مشہور القلیل کالمعدوم کی طرح ہے اس لیے حرف التعریف نہ کہا۔

صاحب کافیہ نے دخول اللام کہا دخول الف لام کیوں نہ کہا؟

دخول اللام کہہ کر صاحب کافیہ نے جمہور کے نزدیک جو مختار مذہب ہے اسکی جانب اشارہ کر دیا کہ حرف تعریف صرف لام ہے

لام تعریف کے بارے میں کتنے اقوال ہیں اور کونسا قول راجح ہے؟

لام تعریف کے بارے میں تین اقوال ہیں۔

(۱) امام سیبویہ، ان کے نزدیک لام اصل ہے اور الف

ابتداء بالساکن سے بچنے کیلئے لگایا ہے۔

(ii) امام خلیل: الف لام یہ دونوں اصل ہے جیسا کہ ھَلْ میں دونوں اصل ہے۔

(iii) امام مبرد: ان کے نزدیک الف اصل ہے اور لام کا اضافہ ہمزہ استفہام اور ہمزہ مفتوحہ کے درمیان فرق کرنے کیلئے لگایا ہے۔

الف لام کو اسم کے ساتھ خاص کیوں کیا؟ وجہ لکھیں۔

جس طرح اسم میں دو چیزیں ہوتی ہیں (i) مستقل بالمفہومیت (ii) دلالت مطابقی کے طور پر دلالت کرنا اسی طرح لام تعریف میں بھی یہی دو چیزیں ہوتی ہیں اس وجہ سے لام تعریف کو اسم کے ساتھ خاص کیا۔

الف لام کو حرف یا فعل کے ساتھ خاص نہ کرنے کی وجہ لکھیں۔

فعل دلالت تضمنی کے طور پر دلالت کرتا ہے اور الف لام مطابقی کے طور پر دلالت کرتا ہے اس وجہ سے یہ فعل کے ساتھ خاص نہیں ہے اور حرف کی مستقل معنی پر دلالت نہیں ہوتی حالانکہ الف لام میں ہوتی ہے اس وجہ سے اسے حرف کے ساتھ خاص نہیں کیا۔

الف لام کو اسم کا خاصہ کہنا درست نہیں ہے کیونکہ الف لام ضمائر اور موصولات پر نہیں آتا حالانکہ یہ بھی اسماء ہیں؟

خاصہ کی دو قسمیں ہیں (i) خاصہ شاملہ (ii) خاصہ غیر شاملہ اسم کے خواص میں جو خاصہ ہے وہ خاصہ غیر شاملہ ہے لہذا اعتراض درست نہیں۔

الجر سے پہلے صاحب جامی نے دخول نکالا اس کی غرض کیا ہے؟

الجر کا عطف لام پر ہے جو کہ مجرور ہے اور اس کا ماقبل دخول ہے جو کہ مضاف ہے اس کی جانب اشارہ کرنے کیلئے دخول کہا کہ یہ بھی مضاف محذوف ہے۔

حرف جر کو اسم کے ساتھ خاص کیوں کیا؟ وجہ لکھیں۔

حرف جر کو اسم کے ساتھ خاص اس لیے کیا کہ حرف جر کا اثر مجرور بہ میں لفظی میں بھی ہوتا ہے اور مجرور بہ تقدیری میں بھی ہوتا ہے اور یہ حرف جر کا لفظی یا تقدیری ہونا اسم کے خواص میں سے ہے اس لیے حرف جر کو اسم کے ساتھ خاص کیا۔

حرف جر کو حرف جر کیوں کہتے ہیں؟

کیونکہ حرف جر کا معنی ہے کھینچنا اور یہ اس لیے وضع کیے گئے ہیں کہ یہ فعل کے معنی کو کھینچ کر اسم تک لے جاتے ہیں۔

تنوین کی کتنی اقسام ہیں نیز تنوین کی کونسی قسم اسم کے ساتھ خاص ہیں؟

تنوین کی پانچ قسمیں ہیں ان میں صرف تنوین ترنم وہ ہے جو اسم کے ساتھ خاص نہیں یہ فعلوں پر بھی آجاتی ہے اس کے علاوہ بقیہ تنوین کی اقسام اسم کے ساتھ خاص ہیں جن کا ذکر آگے آئے گا۔

الاسناد الیہ مرفوع ہوگا یا مجرور دونوں صورتوں کی وضاحت کریں۔

الاسناد الیہ مرفوع ہوگا کیونکہ اس کا عطف دخول پر ہوگا مجرور نہ ہوگا کیونکہ مجرور ہونے کی صورت میں اس سے پہلے دخول محذوف نکلے گا۔ اور دخول کہتے ہیں شروع میں آنا یا آخر میں آنا اور یہ دونوں کلام میں منتفی ہوتے ہیں اس لئے مجرور پڑھنا درست نہیں لہٰذا مرفوع پڑھا جائے گا۔

Scanned with CamScanner

اسناد الیہ سے کیا مراد ہے؟ نیز یہ اسم کا ہی خاصہ کیوں ہے؟

اسناد الیہ سے مراد کسی چیز کا مسند الیہ ہونا ہے اور اسکو اسم کا خاصہ شمار کیا کیونکہ فعل ہمیشہ مسند ہوتا ہے اگر اسکو بھی مسند الیہ بنا دیا جائے تو وضع کا خلاف لازم آئے گا جو کہ درست نہیں اس لیے یہ اسم کا خاصہ ہے۔

الاضافۃ پر کونسا اعراب آئے گا؟

الاضافۃ کو مرفوع پڑھا جائے گا اس سے پہلے دقول محذوف کو نکالا جائے گا۔ مرفوع ہونا اس وجہ سے ہے کہ یہ خبر ہے اور اس کا مبتدا محذوف ہے جس کی جانب صاحب جامی نے ہٰما سے اشارہ کیا ہے۔

اضافت کو اسم کا خاصہ کیوں شمار کیا؟ وجہ لکھیں۔

اضافت تین چیزوں کا فائدہ دیتی ہے (۱) تعریف (۲) تخصیص (۳) تخفیف کا اور یہ تینوں چیزیں اسم کے ساتھ خاص ہیں جب لوازمات اسم کے ساتھ خاص ہیں تو جس کی وجہ سے یہ چیزیں پائی جاتی ہیں اس کو بھی اسم کے ساتھ خاص کر دیا۔

اضافت کی تفسیر کون الشئ مضافا کرنے کی وجہ لکھیں۔

اضافت سے مراد کسی چیز کا مضاف ہونا اس لیے کہا گیا ہے کہ مضاف الیہ اسم کا خاصہ نہیں ہے بلکہ فعل بھی مضاف الیہ بنتا ہے اگرچہ بعض نحویوں نے تاویل کی ہے لیکن تاویل کے بغیر مضاف الیہ اسم کا خاصہ نہیں بن سکتا اس لئے اضافت کی تفسیر کون الشئ مضافا سے کی ہے

اضافت میں حرف جر کے مقدر ہونے کی قید کیوں لگائی؟ وجہ لکھیں۔

حرف جر کے مقدر ہونے کی قید اس لئے لگائی تاکہ یہ مثال ٹوٹ نہ

Scanned with CamScanner

جائے (مُرُورٌ بِزَیْدٍ) اس میں مُرُورٌ کی اضافت زیدٌ کی
طرف ہے لیکن درمیان میں حرفِ جر بھی ہے جو کہ لفظی ہے نہ کہ تقدیری۔

Scanned with CamScanner

DATE: ______ DAY: ______

اعراب و بناء کے اعتبار سے اسم کی اقسام لکھیں۔

اعراب و بناء کے اعتبار سے اسم کی دو قسمیں ہیں۔

(i) معرب (ii) مبنی

معرب اور مبنی کی وجہ حصر لکھیں۔

اسم دو حال سے خالی نہیں ہوتا یا تو اپنے غیر سے مرکب ہوتا یا نہیں ہوتا۔ اگر اپنے غیر سے مگر مرکب ہوتا تو دو حال سے خالی نہیں ہوتا۔ مبنی الاصل کے مشابہ ہوتا یا نہیں ہوتا اگر ایسا مرکب ہو جو مبنی الاصل کے مشابہ نہ ہو تو وہ معرب ہوتا اور اگر مبنی الاصل کے مشابہ ہو تو مبنی ہوتا اور وہ اسم جو غیر سے مگر مرکب نہ ہو تو وہ بھی مبنی ہوتا۔

معرب کی تعریف کریں۔

ھو الاسم المعرب المرکب الذی لم یشبہ مبنی الاصل۔

وہ اسم جو معرب ہو اور ایسا مرکب ہو جو مبنی الاصل کے مشابہ نہ ہو۔

الذی ھو قسم من الاسم صاحب جامی کی اس عبارت کی غرض لکھیں

یہ ایک اعتراض کا جواب ہے اعتراض یہ ہے کہ صاحب جامی نے مُعْرَبْ کہا حالانکہ معرب مضارع بھی ہوتا ہے اور مضارع اسم نہیں ہوتا۔ جواب یہ ہے کہ یہاں مطلقاً معرب کی بات نہیں بلکہ وہ معرب مراد ہے جو اسم کی قسم میں سے ہے۔

معرب اور مبنی کا اصول تحریر کریں۔

ہر وہ اسم جو مرکب ہو یہ مرکب ہونا دو حال سے خالی نہیں

(i) اس مرکب کے ساتھ عامل ثابت ہوتا یا نہیں اگر عامل کا ثبوت ہو تو معرب ہے اور اگر مرکب ہو لیکن عامل کا ثبوت نہ ہو

Scanned with CamScanner

یا مرکب ہی نہ ہو تو صاحب جامی کے نزدیک وہ مبنیات میں شمار ہوگا جیسا کہ الف، باء، تاء، زید، عمرو، بکر وغیرہ

لم یناسب مناسبۃ کی غرض لکھیں۔

أَیْنَ زَیْدٌ میں أین پر اعتراض تھا کہ یہ تو ماضی ہے نہ امر ہے حالانکہ یہ بھی مبنی میں شمار کیا گیا ہے اس کا جواب لم یناسب سے دیا کہ یہ اگرچہ مبنی الاصل کے مشابہ نہیں لیکن مناسب ہے وہ اس طرح کہ جس طرح ہمزہ استفہام سوال کیلئے آتا ہے اسی طرح أین بھی سوال کیلئے آتا ہے اس مناسبت سے مبنی میں شمار ہے۔

مبنی الاصل میں مبنی کی اضافت اصل کی طرف ہے اور مبنی سے مراد بھی اصل ہے اور یہ مضاف اور مضاف الیہ ہے اور مضاف اپنے مضاف الیہ کا غیر ہوتا ہے حالانکہ یہاں غیر نہیں وجہ لکھیں۔

مبنی الاصل اسے کہتے ہیں جو بناء میں اصل ہو۔ مبنی الاصل میں اضافت بیانیہ ہے اور جہاں اضافت بیانیہ ہو وہاں مضاف مضاف الیہ کا غیر نہیں ہوتا۔

مبنی الاصل کتنی چیزیں ہیں تحریر کریں۔

مبنی الاصل تین چیزیں ہیں۔ (۱) فعل ماضی (۲) امر حاضر معروف (۳) تمام حروف

حکمہ میں حکم کی اضافت "ہ" ضمیر کی طرف ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ معرب کا حرف یہی حکم ہے کہ عامل کے بدلنے سے اس کا آخر بدل جائے۔

اگرچہ حکمہ میں اضافت ضمیر کی طرف ہے لیکن یہاں معرب کے چند احکام مراد ہیں جو کہ زیادہ۔ اور حکم سے مراد یہاں لغوی معنی ہے نہ کہ اصطلاحی معنی۔

معرب کے آخری حرف کی تبدیلی کتنے اعتبار سے ہوتی ہے نیز اعراب کی اقسام لکھیں۔

معرب کے آخری حرف میں تبدیلی دو اعتبار سے ہوتی ہے
(i) ذاتی اعتبار سے (ii) صفاتی اعتبار سے - ذاتی اعتبار سے مراد یہ ہے کہ حرف حرف سے بدل جائے جب اعراب با لحرف ہو اور صفاتی اعتبار سے مراد یہ ہے کہ حرکت حرکت سے بدل جائے جب اعراب بالحرکت مراد ہو - نیز اعراب کی دو قسمیں ہیں
(i) اعراب بالحرکت (ii) اعراب بالحرف

لفظاً اور تقدیراً کے منصوب ہونے کی وجہ لکھیں۔

لفظاً اور تقدیراً کو دو بنیادوں پر منصوب پڑھا گیا ہے (i) تمییز ہونے کی بناء پر (ii) مفعول مطلق کی بناء پر

اعراب کی اقسام میں اختلاف کی امثلہ تحریر کریں۔

اعراب میں جو اختلاف واقع ہوتا ہے اس کی دو صورتیں ہیں (i) اختلاف لفظی جیساکہ جَاءَنِی زَیدٌ ، رَأَیتُ زَیدًا مَرَرتُ بِزَیدٍ (ii) اختلاف تقدیری جیساکہ جَاءَنِی فَتًی ، رَأَیتُ فَتًی ، مَرَرتُ بِفَتًی

مررت باحمد میں کسرہ کیوں نہ دیا گیا وجہ لکھیں۔

اعراب چاہے لفظی ہو یا تقدیری ہو دونوں صورتوں میں حقیقی بھی ہوگا اور حکمی بھی ہوگا - مررت باحمد میں کسرہ کی جگہ فتحہ پڑھا کیونکہ یہاں اعراب حکمی مراد ہے حقیقی نہیں اسی طرح تثنیہ اور جمع میں جو اعراب تابع ہوتا ہے وہ حکمی ہونے کی بناء پر ہوتا ہے۔

بعض اختلاف ایسا ہوتا ہے کہ جس میں اعراب کا حدوث ہوتا ہے دخول نہیں ہوتا لہذا یہ کہنا کہ دخول عامل سے معرب کا آخر بدلتا ہے درست نہیں۔

معرب کا صرف ایک حکم نہیں ہے بلکہ ایک سے زائد احکام ہیں جس طرح معرب کا حکم یہ ہے کہ اس کا آخر اعراب داخل ہوتا ہے اسی طرح معرب کا حکم یہ بھی ہے اعراب کا حادث ہوتا دونوں ہی معرب کے احکام ہیں لیکن اعتبارات مختلف ہیں لہذا اعتراض درست نہیں ہے۔

الاعراب ما کے بعد حرکت اور حرف لینے کی غرض لکھیں۔

یہ ایک اعتراض کا جواب ہے اعتراض یہ ہے کہ الاعراب مبتدا ہے اور ما اختلف آخرہ یہ خبر ہے دونوں معرفہ ہیں جب مبتدا اور خبر دونوں معرفہ ہوں تو درمیان میں ضمیر آتی ہے حالانکہ یہاں تو ضمیر کو ذکر ہی نہیں کیا جواب یہ دیا کہ ما سے مراد عام ہے حرکت ہو یا حرف ہو اور ان پر تنوین کا آنا نکرہ پر دلالت کرتا ہے لہذا مبتدا معرفہ ہے اور خبر نکرہ ہے۔

اعراب کی تعریف جامع نہیں کہ اس میں عامل اور معنی مقتضی بھی شامل ہو رہا ہے کیونکہ ان کے ذریعے بھی معرب کا آخر بدلتا ہے۔

اگرچہ عامل اور معنی مقتضی بھی وہ ہوتے ہیں جن کے ذریعے آخر مختلف ہوتا ہے لیکن اعراب کی تعریف میں بہ کا لفظ ہے اس میں باء سبب کی ہے اور سبب کی دو قسمیں ہیں (۱) سبب قریب (۲) سبب بعید جب بھی سبب بولا جائے تو سبب قریب مراد ہوتا ہے لہذا اعراب کی تعریف عامل اور معنی مقتضی شامل نہیں کیونکہ وہ سبب بعید ہے اور اعراب سبب قریب کے طور پر دلالت کرتا ہے۔

DATE: ____________ DAY: ____________ ۲۵

صاحب جامی نے اعراب کی تعریف میں حیثیت کی قید کیوں لگائی؟

غلامی کو نکالنے کیلئے حیثیت کی قید لگائی کہ اگرچہ یہ معرب ہے لیکن اس کا آخر عامل کی وجہ سے مختلف نہیں بلکہ یائے متکلم کے آنے کی وجہ سے ہے۔

صاحب کافیہ جب اختصار کے درپے ہیں تو لیدل علی المعانی المعتورۃ کا اضافہ کیوں کیا وجہ لکھیں۔

صاحب کافیہ اختصار کے درپے ہیں لیکن جہاں پر کوئی فائدہ بیان کرنا مقصود ہو وہاں پر عبارت کو لانا یہ اختصار کے منافی نہیں ہوتا یہاں یہ عبارت ذکر کرنے کا مقصد اور فائدہ اعراب لانے کی وجہ کو بیان کرنا ہے اور یہ اختصار کے منافی نہیں۔

لیدل علی المعانی المعتورۃ اس عبارت میں صاحب جامی اور صاحب رضی کا اختلاف لکھیں۔

صاحب رضی فرماتے ہیں یہ عبارت ایسی ہے جس کا ماقبل سے کوئی تعلق نہیں اور لیدل کا جو لام ہے اس کا متعلق محذوف ہے اور وہ وُضِعَ الاعراب ہے۔ صاحب جامی کے نزدیک اس عبارت کا تعلق ماقبل اختلف سے ہے اور یہ اختلف کا متعلق ہے۔ صاحب رضی کا جواب یہ ہے کہ اگر عبارت میں متعلق ذکر ہو تو مزید متعلق نکالنے کی حاجت نہیں ہوتی۔

لیدل علی المعانی میں معانی سے کیا مراد ہے؟

معانی میں تین حالتیں ہیں۔ (i) حالت فاعلی (ii) حالت مفعولی (iii) حالت اضافت معانی سے یہ تین حالتیں مراد ہیں۔

DATE: ________ DAY: ________

معتورۃ کونسا صیغہ ہے نیز اس کا معنی تحریر کریں۔

یہ اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کا مطلب ہے پے در پے آنے والے جس طرح عرب والے کہتے ہیں اعتوروا الشئ یہ اس وقت بولتے ہیں جب ایک جماعت نے دوسری جماعت سے پے در پے کوئی چیز لی ہو۔ نہ کہ اجتماعی طور پر۔

اعراب کے لیے تین علامات کیوں کیوں شمار کیا ایک ہی ذکر کر دیتے؟

جب اعراب کی وجہ سے معرب پر پے در پے معنی آنے کا تقاضا کرتے ہیں اپنے متضاد ہونے کی وجہ سے تو اس معانی کے مقابلے میں علامات بھی تین وضع کی گئی تاکہ ان علامات کی وجہ سے معرب کے آخر میں اختلاف واقع ہو۔

اعراب کو وضع کرنے کی وجہ لکھیں۔

اعراب کو اس لیے وضع کیا تاکہ وہ معنی پر دلالت کرے اور انہی معنوں کی وجہ سے معرب کا آخر مختلف ہوتا ہے۔

اعراب کو آخری حرف پر ہی کیوں ظاہر کرتے ہیں وجہ لکھیں۔

اعراب کو آخر میں اس لئے وضع کیا گیا ہے کہ تعین اسم وہ مسمی پر دلالت کرتا ہے اور اعراب صفت پر دلالت کرتے ہیں اور قاعدہ یہ ہے کہ ذات وصف پر مقدم ہوتی ہے اور وصف مؤخر ہوتا ہے اور اعراب بھی وصف ہیں اس وجہ سے آخر میں ذکر کیے جاتے ہیں۔

معرب کو معرب کہنے کی وجہ لکھیں۔

معرب کو معرب کہنے کی دو وجہیں ہیں۔

(i) یہ اعراب سے لیا گیا ہے اور یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب چیز واضح ہو جائے کیونکہ اعراب بھی معانی کو واضح کر دیتے ہیں اس لئے معرب کہتے ہیں۔

(ii) یہ عربت معدۃ سے ماخوذ ہے یہ اس وقت بولا جاتا

ہے جب قرابی لازم آئے اس میں ہمزہ سلب کیلئے ہے تو مطلب یہ ہوا کہ قرابی کو زائل کرنے والا کیونکہ معرب بھی بعض معانی کے ملنے کی وجہ سے جو التباس پیدا ہوتا ہے اس کو دور کرتا ہے اس لیے اسے معرب کہتے ہیں یعنی فساد کو دور کرنے والا۔

اسم کے اعراب کی اقسام کتنی ہیں نام لکھیں۔

اسم کے اعراب کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) رفع (۲) نصب (۳) جر

اعراب کی قسمیں تین ذکر کی گئی ہیں حالانکہ معرب کی انواع چار ہونی چاہیے ایک جزم بھی ہے؟

یہاں سے مراد اسم کے اعراب ہیں مطلقاً معرب کے اعراب مراد نہیں لہٰذا اعراب کی تین ہی قسمیں ہیں چار نہیں۔

انواع جمع ہے اور رفع، نصب اور جر یہ مفرد ہے۔ مبتدا جمع ہو تو خبر بھی جمع ہوتی ہے لیکن یہاں ایسا کیوں نہیں وجہ لکھیں۔

انواع اگرچہ جمع ہے اور اسکی خبر رفع، نصب اور جر نہیں بلکہ ثلاثۃ ہے اور انواع یہ جمع مکسر ہے جو کہ واحد مؤنث کے حکم میں ہوتی ہے اس صورت میں مبتدا بھی واحد مؤنث اور خبر بھی واحد مؤنث ہے لہٰذا اعتراض درست نہیں۔

معرب اور مبنی کے اعراب کے نام لکھیں۔

معرب کے اعراب تین ہیں (۱) رفع (۲) نصب (۳) جر اور یہ تینوں معرب کے ساتھ خاص ہے مبنی میں استعمال نہیں ہوتے اور مبنی کے اعراب بھی تین ہیں (۱) ضمہ (۲) فتحہ (۳) کسرہ

یہ تینوں مبنی میں کثیر الاستعمالات ہیں اور معرب میں قلیل الاستعمال ہے

رفع، نصب اور جر کس چیز کی علامت ہے؟

رفع فاعلیت کی نصب مفعولیت کی اور جر اضافت کی علامت ہے۔

رفع کو فاعلیت کی علامت قرار دینا درست نہیں کیونکہ مبتدا اور خبر بھی مرفوع ہوتے ہیں حالانکہ وہ فاعل نہیں ہوتے۔

مبتدا اور خبر بھی مرفوع ہوتے ہیں لیکن فاعلیت کی دو قسمیں ہیں (i) حقیقی (ii) حکمی۔ اور مبتدا اور خبر فاعل حقیقی نہیں بلکہ فاعل حکمی ہے۔ اس وجہ سے فاعلیت رفع کی علامت ہے یہ کہنا درست ہے۔

نصب کو مفعولیت کی علامت قرار دینا درست نہیں کیونکہ حال تمییز بھی منصوب ہوتے ہیں حالانکہ وہ مفعول نہیں ہوتے؟

مفعولیت کی دو قسمیں ہیں (i) حقیقی (ii) حکمی۔ حال اور تمییز اگرچہ مفعولیت حقیقی نہیں لیکن مفعولیت حکمی ضرور ہے۔

فاعلیت اور مفعولیت دونوں میں یاء کا اضافہ کیا لیکن اضافت میں یاء کا اضافہ کیوں نہ کیا وجہ لکھیں۔

فاعلیت اور مفعولیت میں یاء مصدریہ ہے اور مصدری معنی کیلئے یاء کا اضافہ کیا جبکہ اضافت خود مصدر ہے اس لیے وہاں یاء کا اضافہ نہیں کیا۔

رفع کو فاعلیت، نصب کو مفعولیت اور جر کو اضافت کی علامت کیوں قرار دیا گیا وجہ لکھیں۔

رفع کو فاعل کے ساتھ خاص کیا کیونکہ رفع ثقیل ہے اور فاعل قلیل ہے اور وہ ایک ہی ہوتا ہے لہذا قلیل کو ثقیل کے ساتھ ملا دیا۔ نصب کو مفعول کے ساتھ خاص کیا کیونکہ نصب خفیف ہے اور مفعول کثیر ہے اور وہ پانچ ہیں تو خفیف کو کثیر دے دیا۔ اضافت کیلئے کوئی

علامت جر کے علاوہ رہی نہیں تو جر کو مضاف الیہ کی علامت قرار دے دیا۔

عامل کی تعریف کرتے ہوئے مثال سے وضاحت کریں۔

عامل وہ چیز ہے جس کے ذریعے ایسا معنی حاصل ہوتا ہے جو اعراب کا تقاضا کرتا ہے۔ جیساکہ جَاءَ زَیْدٌ میں جاءَ عامل ہے جس نے زید میں فاعلیت والا معنی پیدا کر دیا جس کی وجہ سے زید مرفوع ہوگا۔ رَأَیْتُ زَیْدًا میں رأیت عامل ہے جس نے زید میں مفعولیت والا معنی پیدا کر دیا جس کی وجہ سے زید منصوب ہو گیا۔ اور مَرَرْتُ بِزَیْدٍ میں باءعامل ہے جس نے زید میں اضافت والا معنی پیدا کر دیا جس کی وجہ سے زید مجرور ہو گیا۔

عامل کی تعریف میں یتقوم استعمال کرنا درست نہیں کیونکہ تقوّم کا معنی ہے قوت اور یہ ذی روح کی صفت ہے اور عامل غیر ذی روح ہوتے ہیں وجہ لکھیں۔

یَتَقَوَّمُ یہاں اپنے حقیقی معنی میں نہیں بلکہ یَحْصُلُ کے معنی میں ہے۔

مفرد منصرف اور جمع مکسر منصرف سے کیا مراد ہے؟

مفرد سے مراد وہ ہے جو تثنیہ اور جمع نہ ہو اور منصرف سے مراد جو غیر منصرف ہو اور جمع مکسر سے مراد وہ جمع جس میں واحد کی بناء سلامت نہ رہے اور منصرف سے مراد جو غیر منصرف نہ ہو۔

مفرد منصرف اور جمع مکسر منصرف کا اعراب مع مثال تحریر کریں

ان دونوں کی حالت رفعی ضمہ کے ساتھ، حالت نصبی فتحہ کے ساتھ اور حالت جری کسرہ کے ساتھ آتی ہے۔ جیساکہ جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَرِجَالٌ ، رَأَیْتُ زَیْدًا وَرِجَالًا ، مَرَرْتُ بِزَیْدٍ وَرِجَالٍ

Scanned with CamScanner

مفرد منصرف اور جمع مکسر منصرف کو بقیہ وجوہ اعراب پر مقدم کیوں کیا وجہ لکھیں۔

مفرد منصرف اور جمع مکسر منصرف کو مقدم کرنے کی دو وجہیں ہیں۔

(i) اعراب بالحرکت اور اعراب بالحرف میں اعراب بالحرکت اصل ہے اور ان دونوں میں اعراب بالحرکت ہے اس وجہ سے مقدم کیا۔

(ii) اعراب بالحرکت میں اصل یہ ہے کہ تینوں حرکات ظاہر ہوں ان دونوں میں تینوں حرکات ظاہر ہوتی ہیں اور ظاہر ہونا اصل ہے اس وجہ سے ان دونوں کو بقیہ وجوہ اعراب پر مقدم کیا۔

رفعًا و نصبًا وجرًّا کو نصب دینے کی وجہ لکھیں۔

ان کو تین وجوہات کی بناء پر منصوب پڑھا گیا ہے۔

(i) مضاف کے مقدر ہوتے کے ساتھ مفعول فیہ ہونے کی بناء پر منصوب ہے جیسا کہ صاحب جامی نے (حالۃ الرفع) مضاف محذوف نکال کر اشارہ کیا۔

(ii) حال ہونے کی بناء پر منصوب ہو۔

(iii) مفعول مطلق محذوف ہونے کی بناء پر منصوب ہو۔

جمع مؤنث سالم کی تعریف کرتے ہوئے اعراب مع امثال بیان کریں۔

جمع مؤنث سالم سے مراد وہ جمع ہے جس کے آخر میں الف اور تاء ہو اس میں سالم لینے سے جمع مکسر سے احتراز کیا گیا ہے اس کی حالت رفعی ضمہ کے ساتھ، حالت نصبی کسرہ اور حالت جری کسرہ کے ساتھ آتی ہے۔

جیسا کہ جاءنی مسلماتٌ، رأیتُ مسلماتٍ، مررتُ بمسلماتٍ

جمع مؤنث سالم میں نصب جر کے تابع ہوتی ہے کیوں؟ وجہ لکھیں۔

جمع مؤنث سالم یہ مذکر سالم کی فرع ہے اور جمع مذکر سالم یہ اصل ہے جب اصل میں نصب جر کے تابع ہوتی ہے تو فرع بدرجہ اولیٰ تابع

DATE: ____________ DAY: ____________

ہوتی۔ اسی وجہ سے جمع مؤنث سالم میں نصب جر کے تابع ہوتی ہے۔

غیر منصرف کا اعراب تحریر کرتے ہوئے بتائیں کہ اس میں کسرہ نصب کے تابع کیوں ہوتی ہے؟

غیر منصرف کی حالت رفعی ضمہ سے، حالت نصبی و جری فتحہ کے ساتھ آتی ہے۔ جیسا کہ جَاءَنِی اَحْمَدُ، رَاَیْتُ اَحْمَدَ، مَرَرْتُ بِاَحْمَدَ۔ اس میں کسرہ نصب کے تابع ہے جس کا بیان غیر منصرف کے باب میں ذکر کیا جائے گا۔

اسمائے ستہ کون کونسے ہیں نیز ان کا صیغہ تحریر کریں۔

اسمائے ستہ مکبرہ یہ ہیں۔

(۱) اَبُوْکَ (۲) اَخُوْکَ (۳) حَمُوْکَ (۴) هَنُوْکَ

(۵) فُوْکَ (۶) ذُوْمَال۔ ان میں سے پہلے چار صیغہ کے اعتبار سے ناقص واوی ہیں کیونکہ اَبٌ کی اصل اَبَوٌ آتی ہے اس میں لام کلمہ واو ہے۔ وعلی هذا القیاس البواقی۔

اور فُوْکَ یہ اجوف واوی ہے کیونکہ اس کی اصل فَوْهٌ آتی ہے

اور ذُوْ یہ لفیف مقرون ہے کیونکہ اس کی اصل ذُوَوٌ آتی ہے۔

حَمُوْکَ میں کاف کو کسرہ دینے کی وجہ لکھیں نیز هَنٌ کی تعریف کریں

حَمُوْ ایک ایسا لفظ ہے جس میں عورت کی جانب قریب ہوتی ہے اس قربت کی وجہ سے کاف کو کسرہ دیا گیا نیز هَنُوْ کہتے ہیں وہ بری چیز جس کے ذکر کو برا گمان کیا جاتا ہے جیسا کہ ستر عورت اور بری صفات وغیرہ۔

ذومال میں ذو کی اضافت اسم ظاہر کی طرف کر دی ہے ضمیر کی طرف نہ کی وجہ لکھیں۔

ذو ایسا لفظ ہے جس کی اضافت اسمائے اجناس کی جانب کی جاتی ہے۔ اس وجہ سے ضمیر کی طرف اضافت نہ کی بلکہ

اسم جنس (مال) کی طرف اضافت کی -

اسمائے ستہ کا اعراب تحریر کریں نیز اس اعراب کے آنے کی شرائط تحریر کریں -

اسمائے ستہ کا اعراب حالت رفعی واؤ کے ساتھ، حالت نصبی الف کے ساتھ اور حالت جری یاء کے ساتھ آتی ہے -
لیکن یہ اعراب مطلقاً نہ ہوگا بلکہ اس میں چار شرائط کا پایا جانا ضروری ہے -

* شرط اول :- اسمائے ستہ مکبرہ ہو یعنی اس کی تصغیر نہ ہو کیونکہ اگر تصغیر ہوگی تو اعراب بالحرکت آئے گا اعراب بالحرف نہیں - جیسا کہ جاءنی اُخَیُّکَ -
* شرط ثانی :- اسمائے ستہ مکبرہ موحدہ ہو یعنی واحد کا صیغہ ہو - تثنیہ یا جمع ہوگا تو یہ اعراب نہ آئے گا کیونکہ ان کی اپنی علامات ہوتی ہیں - جیسا کہ جاءنی غلامات
* شرط ثالث :- مضاف ہو، اگر مضاف نہ ہوگا تو اعراب بالحرکت آئے گا - جیسا کہ جاءنی اَخٌ ، رأیتُ اَخًا ، مررتُ بِاَخٍ
* شرط رابع :- یائے متکلم کے علاوہ کسی اور اسم کی طرف مضاف ہو اگر یائے متکلم کی طرف مضاف ہوگا تو اعراب بالحرکت آئے گا اعراب بالحرف نہیں آئے گا -

مصنف نے پہلی دو شرطوں کو ذکر کیوں نہ کیا ؟ وجہ لکھیں -

مصنف نے پہلی دو شرطوں کو مثال پر اکتفاء کرتے ہوئے ذکر نہ کیا -

اسماء ستہ مکبرہ کو اعراب بالحروف میں شمار کیوں کیا -

اسماء ستہ مکبرہ میں تثنیہ اور جمع کا اعراب اعراب بالحروف آتا ہے - اسکی مناسبت کی وجہ سے واحد کو بھی اعراب بالحروف میں شمار کیا ہے -

DATE: ____________ DAY: ____________

اعراب بالحروف کے لیے ان چھ اسماء کو کیوں اختیار کیا زیادہ یا کم کیوں نہ کیا۔

اسماء میں چھ کو شمار اس لیے کیا کہ تثنیہ کے اعراب بھی تین ہوتے اور جمع کے اعراب بھی تین ہوتے 3+3=6 تو چھ کی مناسبت کی وجہ سے الفاظ بھی چھ ذکر کیے تاکہ ہر ایک کے مقابلے میں ایک آ جائے۔

انہی چھ اسماء کو کیوں خاص کیا کوئی اور الفاظ کو خاص کیوں نہ کیا:

دو وجہوں کی مناسبت کی وجہ سے ان چھ کو ہی ذکر کیا۔

1: جس طرح تثنیہ اور جمع میں تعدد ہوتا ہے۔ اسی طرح ان الفاظ میں بھی تعدد ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے یہی چھ ذکر کیئے۔

2: - تثنیہ اور جمع کے آخر میں ایک حرف ہوتا ہے۔ جو اعراب کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اور اسی طرح ان کے آخر میں ایک حرف ہوتا ہے۔ جو اعراب کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس وجہ سے انہی چھ کو ذکر کیا۔

ید، دم میں بھی آخری حرف کو حذف کیا گیا ہے۔ تو اس کو بھی اسماء ستہ میں شمار کرنا چاہیے تھا وجہ لکھیں۔

اگرچہ ید اور دم میں بھی ایک حرف ہوتا ہے۔ لیکن وہ اعراب کی بھی صلاحیت رکھے ایسا عربوں سے نہیں سنا۔ اور یہ چھ اسماء ایسے ہیں جن کا عربوں سے سنا گیا ہے۔ کہ ان میں اعراب کی صلاحیت ہوتی ہے۔

تثنیہ اور اس کے ملحقات کا اعراب مع امثلہ تحریر کریں۔

تثنیہ۔ کلا اور اثنان ان کی حالت رفعی الف کے ساتھ اور حالت نصبی، جری یا ساکن ماقبل مفتوح کے ساتھ۔ جیسا کہ
جاء رجلان۔ رایت رجلین۔ مررت برجلین

تثنیہ کی اضافت

کِلا میں دو احتمال ہیں۔
لفظی اعتبار سے یہ مفرد ہے۔ اور معنوی طور پر یہ تثنیہ کے لیے ہے۔
اس کا لفظ یہ تقاضا کرتا ہے کہ اعراب بالحرکت آئے اور معنی یہ تقاضا کرتا ہے کہ اعراب بالحرف آئے۔ اب دونوں صورتوں کی رعایت ممکن ہے۔ اسطرح کہ۔
جب کِلا کی اضافت اسم ظاہر کی طرف ہو تو اس وقت لفظ کی رعایت کرتے ہوئے اعراب بالحرکت دیا جائے گا۔
کیونکہ اسم ظاہر بھی اصل ہے۔ لفظ بھی اصل ہے۔ اور اعراب بالحرکت بھی اصل ہے۔
اور جب ضمیر کی طرف اضافت کی جائے تو اس وقت معنی کی رعایت کرتے ہوئے اعراب بالحرف آئے گا۔ اس کی وجہ سے ضمیر فرع ہے۔ اور معنی بھی فرع، اور اعراب بالحرف بھی فرع ہے۔

کِلا کی طرح کِلتا بھی تثنیہ کے لیے آتا ہے۔ تو اس کو مصنف نے ذکر کیوں نہ کیا۔

کلتا اگرچہ تثنیہ کے لیے آتا ہے۔ اور یہ اصل ہے۔
جب اصل کو ذکر کر دیا تو فرع کو ذکر کرنے کی حاجت نہ رہی۔

اسم ظاہر، ضمیر۔ اعراب بالحرف، حرکت۔ واحد تثنیہ، جمع میں اصل کون ہے اور فرع کون ہے۔

DATE: ______ DAY: ______

اسم ظاہر، اور ضمیر میں سے - اسم ظاہر اصل ہے اور اسم ضمیر یہ فرع ہے - اعراب بالحرکت میں / اعراب بالحرف میں سے - اعراب الحرکت یہ اصل ہے اور اعراب الحرف یہ فرع ہے - واحد، تثنیہ، جمع میں سے واحد یہ اصل ہے اور تثنیہ اور جمع اس کی فرع ہے -

ایسا قاعدہ تحریر کریں جس سے یہ بات واضح ہو جائے کہ کہاں اعراب الحرکت آئے گا اور کہاں اعراب بالحرف آئے گا -

ایسا قاعدہ جس سے یہ بات ظاہر ہو جائے کہ کس جگہ اعراب بالحرکت آئے گا اور کہاں اعراب الحرف آئے گا -

اگر یہ تین چیزیں ہو تو وہاں اعراب الحرکت آئے گا -

i واحد، ii لفظ، iii اسم ظاہر -

اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ تینوں اصل ہیں اور اعراب الحرکت بھی اصل ہے - تو اس لیے اصل کے مقابلے میں اصل ہے -

اور اگر یہ تین چیزیں ہوں تو وہاں اعراب الحرف آئے گا -

i تثنیہ، جمع - ii معنی - iii اسم ضمیر -

اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ تینوں فرع ہیں -

اور اعراب الحرف بھی فرع ہے - اس لیے فرع کے مقابلے میں فرع آئے گی -

جمع مذکر سالم اور اس کے ملحقات کا اعراب کیسے -

جمع مذکر سالم اور اس کے ملحقات کے اعراب - اولو، عشرون وغیرہ - اس کی حالت رفعی واو کے ساتھ - اور حالت نصبی جری یہ یا ساکن ماقبل مکسور کے ساتھ آتی ہے -

جمع مذکر سالم سے بیان کیا مراد ہے۔

جمع مذکر سالم سے مراد اس کا اصطلاحی معنی ہے۔
اور وہ یہ ہے کہ وہ جمع جس کے آخر میں واو۔ اور نون اور اس کا ماقبل مکسور ہو۔ تاکہ اس سے ارضین، سنین وغیرہ جمع سے نہ نکل جائے۔ کیونکہ یہ وہ الفاظ ہیں جنکی مذکر، واو اور نون کے ساتھ نہیں آتی۔

اُلُوْ۔ کو جمع مذکر سالم کے ملحقات میں شمار کیا جمع مذکر سالم میں شمار کیوں نہیں کیا۔

الو کو جمع مذکر سالم میں شمار اس وجہ سے نہیں کیا کیونکہ جمع مذکر سالم وہ ہوتا ہے کہ جس کی واحد اسی میں سے ہو۔ لیکن الو کی واحد اس صیغہ سے نہیں آتی۔

بعض حضرات نے اعتراض کیا ہے کہ عشروں کی جمع عشرۃ آتی ہے۔ اس صورت میں اسکو جمع مذکر سالم میں شمار کرتے نہ کہ اس کے ملحقات میں وجہ لکھیں۔

عشروں کی واحد عشرۃ نہیں آتی۔ اگرچہ یہ مراد لیں تو اس صورت میں اعراب کی مراد درست نہیں ہوگی۔ وہ اس طرح کہ عشروں کی واحد اگر عشرۃ مراد لیں تو جمع کا اطلاق کم از کم تین ہے۔ تو اس صورت میں عشرۃ کو تین مرتبہ لکھنا پڑے گا۔ تو عشروں کا اطلاق ثلثوں پر ہوگا۔ کیونکہ تین عشرۃ کی مقدار 30 ہوتی ہے۔ اور ثلثون کا اطلاق تسعہ یعنی 9 پر ہوگا۔
تو اس سے یہ بات ثابت ہوئی۔ کہ عشروں کی واحد عشرۃ نہیں آتی۔ کیونکہ جمع وہ ہوتی ہے جس کی مقدار معین نہ ہو۔ اور عشرۃ کی مقدار معین ہے۔

تثنیہ، جمع کے اعراب کو اعراب الحرف میں شمار کرنے کی وجہ۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ تثنیہ اور جمع یہ واحد کی
فرع ہے۔ اور اعراب الحرف یہ اعراب الحرکت کی فرع ہے۔
تو فرع کو فرع والا اعراب دے دیا گیا۔

تثنیہ کی حالت رفعی کو الف کے ساتھ اور جمع کو واو کے ساتھ خاص کیوں کیا۔

اعراب الحروف تین ہیں۔ الف۔ واو، یاء اور
تثنیہ اور جمع کے اعراب بھی تین ہیں۔ اگر تثنیہ، جمع دونوں کو تینوں
اعراب دیئے جائیں تو التباس واقع ہوگا۔ یہ پہچان نہیں ہوگی
کہ جمع کونسا ہے اور تثنیہ کونسا۔ اور اگر اعراب تینوں کے تینوں تثنیہ کو
دے دیئے جائیں تو جمع بغیر اعراب کے خالی رہ جائے گا۔ اور اب
تینوں کو جوڑ پر تقسیم کیا جائے گا۔ وہ اسطرح کہ تثنیہ میں حالت
رفعی یہ ~~واو کے~~ الف کے ساتھ خاص ہے۔ اس لیے کہ فعل میں بھی تثنیہ
میں الف ہی آتا ہے۔ اور جمع میں حالت رفعی اس کو واو کے
ساتھ خاص کیا ہے۔ اس لیے کہ فعل میں جمع کی علامت واو ہے۔
اور اب یاء کی تقسیم اس طرح ہوگی۔ یا ما قبل مفتوح کو تثنیہ کے
ساتھ خاص کر دیا اور یا ما قبل مکسور کو جمع کے ساتھ خاص کر دیا

تثنیہ میں یاء ما قبل مفتوح اور جمع میں ما قبل مکسور کیا وجہ ہے۔

تثنیہ میں یاء ما قبل مفتوح دیا۔
کیونکہ فتحہ خفیف ہے اور تثنیہ کثیر ہیں تو خفیف کو کثیر دے دیا۔
جبکہ کسرہ ثقیل ہے اور جمع قلیل ہیں۔ تو قلیل کو ثقیل دے دیا۔

تثنیہ اور جمع میں جر کو نصب کے اور نصب کو جر کے تابع کیا ہے رفع کی طرف عدول نہ کرنے کی وجہ:۔

نصب کو جر پر اس لیے محمول کیا کہ
نصب اور جر یہ کلام میں فضلہ ہوتے ہیں۔ اور رفع یہ عمدہ ہوتا

Scanned with CamScanner

DATE: ____________ DAY: ____________

ہے۔ اس وجہ سے فضلہ کو فضلہ کے مناسب کیا۔ عمدہ کے نہیں۔

التقدیر فیما تعذر میں مصنف نے اقسام کی وضاحت کی لیکن اقسام کے نام ذکر نہ کیے۔

مصنف اعراب الحرکت، حرف کی اقسام سے فارغ ہونے کے بعد اعراب لفظی، تقدیری کی اقسام کو بیان کرنے میں شروع ہوئے اگرچہ ان کا لفظی طور پر اس کا ذکر نہیں کیا لیکن ماقبل میں معرب کے حکم میں اس کی طرف اشارہ کر دیا تھا۔ اور یہ اشارہ ہی کافی ہے۔

لفظی اصل ہے۔ اور تقدیری فرع ہے۔ ہونا یہ چاہیے تھا کہ لفظی کو تقدیری پر مقدم کرتے ایسا کیوں نہ کیا۔

اعراب التقدیری یہ اقل ہیں۔ اور ان کا شمار کرنا ممکن ہے۔ جبکہ لفظی زیادہ ہیں اور ان کا شمار کرنا ممکن نہیں ہے۔ اس وجہ سے فرع کو اصل میں پر مقدم کیا ہے۔

التقدیر فیما تعذر اس عبارت کی وضاحت صاحب جامی کس طرح فرمائی ہے۔

التقدیر کے بعد تقدیرا اعراب لا کر مضاف محذوف کی طرف اشارہ کر دیا۔ اور فیما میں لفظ ما سے مراد اسم معرب ہے۔ تعذر کے اعراب لا کر اس کے فاعل کو بیان کر دیا۔

تقدیری کس معنی میں ہے۔ نیز جب اعراب کا آنا ممتنع ہے تو اس کو مبنی میں شمار کرتے معرب میں کیوں شمار کیا۔

تعذر یہاں امتنع کے معنی میں ہے۔ لیکن یہاں اعراب کا آنا ممتنع ہے۔ اس سے مراد اعراب کا لفظوں میں ظہور ممکن نہیں ہے۔ نہ کہ مطلقاً نہ آنا اسی کی جانب صاحب جامی نے بھی اسی کی طرف اشارہ کیا۔

تقدیری اعراب کی اقسام لکھیں۔

تقدیری اعراب کی دو صورتیں
ہیں۔ i: اعراب کا متعذر ہونا۔ ii: اعراب کا ثقیل ہونا۔

اعراب متعذر کہا ہوگا قاعدہ لکھیں۔

متعذر اعراب دو جگہ پر ہوگا۔
i: اسم معرب ایسی حرکت کے ساتھ کہ جس کے آخر میں الف مقصورہ
ہو۔ برابر ہے کہ وہ الف لفظوں میں موجود ہو یا محذوف ہو۔
ii: اسم معرب ایسی حرکت کے ساتھ ہو کہ جو یاء متکلم کی طرف
مضاف ہو۔

مطلقاً: مصنف کے اس قول کی وضاحت۔

مطلقاً سے مراد تقدیری کی قسم (اعراب کا متعذر ہونا)
اس میں تینوں اعراب ہی تقدیری ہونگے اسی لیے مطلقاً کہا
کہ مطلقاً تقدیری ہر حال میں تقدیری ہونگے۔

ثقیل کی تعریف مع مثال لکھیں۔

ثقیل کہتے ہیں وہ اعراب جس کا
کرنا تو ممکن ہو لیکن زبان سے اس کا ادا کرنا دشوار ہو۔ یہ ثقیل اعراب
اس اسم میں ہوگا جس کے آخر میں یا ساکن ما قبل مکسور ہو۔
وہ یا مذکور ہو یا محذوف ہو۔

ثقیل ہونے کی صورت میں حالت نصبی لفظی ہوگی وجہ لکھیں۔

اعراب کے ثقیل ہونے کی صورت میں حالت رفعی، جری دونوں
تقدیری ہونگے حالت نصبی لفظی ہوگی۔
جاءنی قاضی۔ رایت قاضیَ۔ مررت بقاضیِ۔
اس کی وجہ یہ ہے کہ ~~وغیرہ~~ رفعہ اور کسرہ یہ یا دونوں پر ثقیل ہوتے ہیں۔
فتحہ ثقیل نہیں ہوتا۔

Scanned with CamScanner

متعذر اور ثقیل میں سے کون اعراب بالحرکت کے ساتھ آئے گا۔ اور کون اعراب الحرف کے ساتھ آئے گا۔

متعذر اعراب۔ اعراب بالحرکت میں ہوگا۔ حرف میں نہیں ہوگا۔ اور ثقیل اعراب اعرابالحرکت، اور حرف دونوں میں ہوگا۔ اعراب بالحرکت کی مثال: القاضی۔ حرف کی مثال۔ مُسلمیَّ

مُسلمیَّ کی اصل تحریر کریں۔ نیز اس کا اعراب حالت رفعی میں تقدیری کیوں ہوتا ہے۔

مُسلمیَّ میں صرف حالت رفعی تقدیری ہوگی۔ حالت نصبی، جری یہ لفظی ہوگی۔ مسلمیَّ کی اصل مسلمون ی تھی۔ جمع کی طرف اضافت کرنے سے ن حذف ہوگی۔ اور مسلموی ہوگیا۔ اب واو کو یاء کے ساتھ بدل تو یہ مُسلمیی ہوگیا۔ پھر یاء کا یاء میں ادغام کردیا۔ اور یاء کی مناسبت کی وجہ سے ماقبل کو کسرہ دی تو یہ مسلمیَّ ہوگیا۔ تو حالت رفعی میں واو یہ یاء سے بدل گیا تو اس وجہ سے حالت رفعی یہ تقدیری ہوگی۔

متعذر اعراب۔ اعراب الحرکت کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ بلکہ حرف میں بھی پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ جاء فی القوم وغیرہ تو یہ کہنا یہ حرکت کے ساتھ خاص ہے درست نہیں ہے۔

اس مثال میں بھی ایک حرف ہے جو اعراب کی صلاحیت رکھتا ہے۔ لیکن اجتماع ساکنین کی وجہ سے اس کو حذف کردیا گیا۔ اس کے علاوہ بعض نے کہا کہ یہ مثال بہت کم ہے۔ تو القلیل کالمعدوم کے تحت اعراب بالحرف نکل گئے۔

DATE: ______ DAY: ______

لفظی اعراب کہاں ہوگا۔

ہر وہ جگہ جس میں اعراب متعذر ہو یا ثقیل

ہو اس کے علاوہ اعراب لفظی ہوگا۔

مرفوعات، منصوبات، مجرورات اصل ہیں۔ تو مصنف نے

منصرف، اور غیر منصرف کو مقدم کیوں کیا۔

جب معرب کی بحث میں منصرف،

غیر منصرف کو ذکر کیا گیا اسی وجہ سے ان کو مقدم کر دیا گیا۔

غیر منصرف یہ فرع ہے اور منصرف یہ اصل ہے۔ اصل کو چھوڑ

کر فرع کو مقدم کیوں کیا۔

غیر منصرف، منصرف سے بہت کم ہیں۔

اور منصرف کی معرفت تب ہوگی جب غیر منصرف کی معرفت ہوگی اسی

وجہ غیر منصرف کو مقدم کیا۔

جس طرح لفظی، تقدیری اعراب میں تقدیری کے اقل ہونے

کی وجہ سے اسکو مقدم کیا بالکل اسی طرح غیر منصرف کو ذکر کیا۔

Scanned with CamScanner

DATE: ____________ DAY: ____________

لفظی اعراب کہاں ہوگا۔

ہر وہ جگہ جس میں اعراب متعذر ہو یا ثقیل

ہو اس کے علاوہ اعراب لفظی ہوگا۔

مرفوعات، منصوبات، مجرورات اصل ہیں۔ تو مصنف نے منصرف، اور غیر منصرف کو مقدم کیوں کیا۔

جب معرب کی بحث میں منصرف،

غیر منصرف کو ذکر کیا گیا اسی وجہ سے ان کو مقدم کر دیا گیا۔

غیر منصرف یہ فرع ہے اور منصرف یہ اصل ہے۔ اصل کو چھوڑ کر فرع کو مقدم کیوں کیا۔

غیر منصرف، منصرف سے بہت کم ہیں۔

اور منصرف کی معرفت تب ہوگی جب غیر منصرف کی معرفت ہوگی اسی

وجہ غیر منصرف کو مقدم کیا۔

جس طرح لفظی، تقدیری اعراب میں تقدیری کے اقل ہونے

کی وجہ سے اسکو مقدم کیا بالکل اسی طرح غیر منصرف کو ذکر کیا۔

استاد محترم مفتی حید علی مدنی

مدرس مدنی مرکز فیضان مدینہ گوجرانوالہ

Scanned with CamScanner